متعدی امراض سے متعلقہ متعارض روایات اور ان کے درمیان تطبیق (خصوصی مطالعہ)

Narrations Regarding Contagious Diseases and its Applications:An Appraisal

*ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ: ریسرچ ایسوسی ایٹ، اکیڈمی آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف ملیشیا، ملیشیا۔ data.atif@gmail.com

ABSTRACT

The Creator - Almighty Allah did not abandon His creation in helplessness after creating them. He fulfilled all physical, psychological, environmental needs and provided perfect guidance through revealed books and Prophets for existence in the world successfully. The best creation of Allah is the man. He made him superior to the rest of His creation and revealed comprehensive commandments regarding his life and its associated subjects. From the necessities of life, one of the most significant necessity is the remedies for the ailments and precaution measures during illness. Coronavirus is one of such diseases that struck the entire humanity. This pandemic has exhibited vulnerability and helplessness of humans and Lordship All-Powerful Allah. In the presence of this disease, so many questions and arguments are raised from social media, government, scholars and common people. Hence, it seems incumbent to work out research on this issue that can answer various respective questions such as; what is the status of a viral disease? What should be our belief about the illness and its remedy? How is it to avoid someone due to a contagious disease? What should be the attitude of a person, especially a Muslim in these circumstances? These sorts of numerous queries have raised in society. Thus, this article will deal with a comprehensive analysis of various issues related to the pandemic and its associated aspects in the light of Sīrah.

Keywords: Pandemic, Contagious Disease, Physical, Psychological, Environmental Needs.

تمہید:

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو وجود بخشا اور پھر انہیں بے یار و مدد گار نہیں چھوڑا بلکہ مختلف حوائج، ضروریات، حالات کے اعتبار سے اپنی کتابوں اور اپنے مبعوث نبیوں اور رسولوں کے ذریعے جامع تعلیمات بھی عنایت کی ہیں۔ مخلوقات میں سب سے افضل مخلوق انسانوں کو بنایا اور دوسری تمام مخلوقات کا سردار انسان کو بنایا اور دوسری مخلوقات کی نسبت انسانوں کو اتم احکامات مہیا کیے۔ انسانوں کے مختلف احوال میں سے ایک حال انسان کے جسمانی حوائج اور ضروریات

ہیں اور انسان کی روح کی طرح جسم کو لاحق ہونے والی بیماریاں ہیں، پھر بیماری کے لاحق ہونے کے بعد ان کے علاج کی حیثیت ہے اور ان بیماریوں کے لاحق ہونے کے بعد احتیاطیں اور وہ امور ہیں جن کا بیماری کی حالت میں لحاظ کرنا ضروری ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

اس موضوع سے متعلقہ کچھ کتب و مقالات درج ذیل ہیں۔

سندی مقالات:

۱۔ متعدی امراض: اسلامی تعلیمات اور جدید تحقیقات کی روشنی میں مقالہ نگار محمد الیاس عزیز، ڈاکٹر شیر علی، تکمیل مقالہ ۲۰۱۵، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد۔

۲۔ متعدی اور مہلک امراض اور تنسیخ نکاح: اسلامی قوانین کی روشنی میں مقالہ نگار سید باچا آغا، ڈاکٹر عبد العلی اچکزئی ، تکمیل مقالہ ۲۰۱۴ء، بلوچستان یونیورسٹی۔

کتب و رسائل:

۱۔ عز الدین فراج کی کتاب "الاسلام والوقایۃ من االامراض" میں وبائی امراض کے حوالے سے احتیاطی تدابیر کا تذکرہ موجود ہے۔

۲۔ امانت علی قاسمی کا رسالہ "کرونا وائرس اسلامی ہدایات اور جدید مسائل" میں چند شرعی مسائل کا ذکر ہے۔

۳۔ مولانا احمد رضا خان کا رسالہ "الحق المجتلی فی حکم المبتلی" میں بھی وبائی امراض کے حوالے سے رہنمائی موجود ہے۔

۴۔ انیس الرحمن ندوی کی کتاب "کورونا وائرس کے ظہور کی پیشن گوئی احادیث نبوی کی روشنی میں" میں بھی شرعی راہ نمائی موجود ہے۔

۵۔ مفتی شبیر احمد عثمانی کی کتاب "عالمی وبا کورونا وائرس اور احکام و مسائل" میں حالیہ صورتحال سے متعلق چند شرعی مسائل کا تذکرہ موجود ہے۔

مقالات:

۱۔ ڈاکٹر سید باچا آغا "تعدیہ امراض شرعی نقطہ نظر سے ہزارہ اسلامیکس ج ۶، شمارہ ۱، جنوری تا جون، ۲۰۱۷۔

مذکورہ بالا عنوانات کا سرسری جائزہ لینے کے بعد یہ بات سامنے آئی "متعدی امراض سے متعلقہ متعارض روایات اور ان کے درمیان تطبیق" پر تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔ اس لیے اس موضوع تحقیق پر کام کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔

کرونا کی وبا اور درپیش شرعی مسائل:

موجودہ دور میں ان ہی بیماریوں میں سے ایک بیماری کرونا وائرس ہے جس نے پوری انسانیت کو ہلا کر رکھ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار اور انسانیت کی کمزوری کو عیاں کیا ہے۔ اب اس بیماری کی موجودگی میں معاشرے میں مختلف سوال اور مختلف باتیں سوشل میڈیا، حکومت اور علماء بلکہ ہر خاص وعام کی زبانِ زدن ہیں اور معاشرے میں گردش کر رہی ہیں جن کی موجودگی میں ضروری تھا کہ کوئی ایسا تحقیقی کام کیا جائے، جس سے تمام سوالات مثلاً بیماری میں تعدیہ کی حیثیت کیا ہے اور بیماری اور اس کے علاج کے بارے میں ہمارا کیا عقیدہ ہونا چاہیے ؟ مسجد میں نماز کی بجائے گھر میں پڑھنے کی کتنی گنجائش ہونی چاہیے ؟ کوئی آدمی کسی سے مصافحہ کرے یا نہ کرے ؟ کرونا وائرس یا کسی اور متعدی بیماری کی صورت میں فوت ہونے والے کے غسل و نماز کا کیا حکم ہونا چاہیے ؟ رمضان المبارک کی تراویح کا کیا بنے گا ؟ ایک دوسرے سے کراہت کی کیا حیثیت ہے ؟ ایک انسان بالخصوص ایک مسلمان کا ایسے حالات میں کیا عقیدہ ہونا چاہیے ؟ وغیرہ مختلف سوال ہمارے معاشرے میں گردش کر رہے، اب ان حالات کی موجودگی میں ان مسائل اور اس طرح کے دیگر احوال کا جائزہ سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں اس مقالہ میں پیش کیا جائے گا۔ نیز آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال میں اگر اختلاف واقع ہو تو اس کا جائزہ لیا جائے گا۔

امراض کے متعدی ہونے یا نہ ہونے کے متعلق احادیث میں تعارض:

ہم سیرت رسول ﷺ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ذخیرہ حدیث میں بظاہر ہمیں دو طرح کی متعارض روایات ملتی ہیں کہ کچھ روایات میں ہے کہ بیماری کا کوئی تعدیہ نہیں ہے (جن کا تفصیل سے ذکر آئے گا) اور کچھ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماری کا تعدیہ ہے اور متعدی بیماری والے سے دور رہنے کا حکم ہے نیز اور کچھ روایات میں متعدی بیماری والی جگہ سے دور رہنے کا حکم ہے۔ لیکن یہ اختلاف صرف ظاہری ہے، جس کا حقیقت سے کوئی علاقہ نہیں ہے اسی حقیقت کو اس مقالہ میں تفصیل سے پیش کیا جائے گا جس سے تمام سوالوں کا جواب سمجھنے اور بیماری کے تعدیہ کے بارے میں سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں ایک تحقیقی کام ہمارے سامنے آجائے گا۔

بیماری کے متعدی نہ ہونے کی روایات:

پہلے وہ روایات ذکر کی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماری میں کوئی تعدیہ نہیں ہے اور ایک آدمی کی بیماری دوسرے کو لاحق نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے کسی بھی بیماری کی صورت میں بیمار سے احتیاط کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(1) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک روایت سوال جواب کی صورت میں بیان کی گئی ہے:۔

حدثنا عبد العزيز بن عبد الله، حدثنا إبراهيم بن سعد، عن صالح، عن ابن شهاب، قال: أخبرني أبو سلمة بن عبد الرحمن، وغيره، أن أبا هريرة رضي الله عنه، قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «لا عدوى ولا صفر ولا هامة» فقال أعرابي: يا رسول الله، فما بال إبلي، تكون في الرمل كأنها الظباء، فيأتي البعير الأجرب فيدخل بينها فيجربها؟ فقال: «فمن أعدى الأول؟» رواه الزهري، عن أبي سلمة، وسنان بن أبي سنان-[1]

"حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امراض میں چھوت چھات (متعدی ہونا) صفر اور الو کی نحوست کی کوئی اصل نہیں، اس پر ایک اعرابی بولا کہ یا رسول اللہ! پھر میرے اونٹوں کو کیا ہو گیا کہ وہ جب تک ریگستان میں رہتے ہیں تو ہرنوں کی طرح (صاف اور خوب چکنے) رہتے ہیں، پھر ان میں ایک خارش والا اونٹ آجاتا ہے اور ان میں گھس کر انہیں بھی خارش لگا جاتا ہے تو آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: لیکن یہ بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی؟"

اس سوال جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ صرف یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ متعدی بیماری بھی اللہ ہی کے اذن سے کسی کو لگتی ہے۔

بیماریوں کو متعدی سمجھنے سے منع:

(2) عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ – رضى الله عنه – عَنِ النَّبِىِّ – صلى الله عليه وسلم – قَالَ « لاَ عَدْوَى ، وَلاَ طِيَرَةَ ، وَلاَ هَامَةَ ، وَلاَ صَفَرَ-[2]

"حضرت ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوت لگنا، بدشگونی لینا، الو کا منحوس ہونا اور صفر (دوسرا اسلامی مہینہ) کا منحوس ہونا یہ سب لغو خیالات ہیں۔"

اس حدیث میں زمانہ جاہلیت کی چار باتوں کی نفی کی گئی ہے:۔

---

1 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب: لا صفر، وهو داء يأخذ البطن، (دار طوق النجاۃ، بیروت، ۱۴۲۲ھ)، حدیث: ۵۷۱۷

Bukhari,Muhammad bin ismail,al jamiah al sahi(dar tooq ul nijah,beruit,1422H),Hadith:5717

2 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب الجذام، حدیث: ۵۷۰۷

Bukhari,al jamiah al sahi,Hadith:5707

مرض کا متعدی ہونا اور ماہِ صفر کے سلسلے میں موجود بد اعتقادی پر نکیر ہے، اہل جاہلیت کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلے کے بغیر بیماری خود سے متعدی ہوتی ہے، یعنی خود سے پھیل جاتی ہے، اسلام نے ان کے اس اعتقاد باطل کو غلط ٹھہرایا۔ "عدویٰ" مریض سے تندرست آدمی کی طرف مرض کے منتقل ہونے کو کہتے ہیں (مراد چھوت چھات ہے) یا جس طرح حسی امراض متعدی ہوتے ہیں اسی طرح روحانی اور اخلاقی بیماریاں بھی متعدی ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لاعدوی" یعنی "بیماری خود سے متعدی نہیں ہوتی"، اور اس کے لیے سب سے پہلے اونٹ کو کھجلی کی بیماری کیسے لگی، کی بات کہہ کر سمجھایا اور بتایا کہ کسی بیماری کا لاحق ہونا اور اس بیماری سے شفاء دینا یہ سب اللہ رب العالمین کے حکم سے ہے وہی مسبب الاسباب ہے۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی بنائی ہوئی تقدیر سے ہوتا ہے، البتہ بیماریوں سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اسباب کو اپنانا مستحب ہے۔

(3) عَنِ ابْنِ عُمَرَ – رضى الله عنهما – أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ – صلى الله عليه وسلم – قَالَ « لاَ عَدْوَى وَلاَ طِيَرَةَ-[1]

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امراض میں چھوت چھات کی اور بد شگونی کی کوئی اصل نہیں۔"

(4) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ – رضى الله عنه – عَنِ النَّبِيِّ – صلى الله عليه وسلم – قَالَ « لاَ عَدْوَى ، وَلاَ طِيَرَةَ ، وَيُعْجِبُنِى الْفَأْلُ » . قَالُوا وَمَا الْفَأْلُ قَالَ : كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ -[2]

"حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا چھوت لگنا کوئی چیز نہیں اور بد شگونی (کی کوئی حقیقت) نہیں ہے البتہ نیک فال مجھے پسند ہے۔ صحابہ نے عرض کیا نیک فال کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھی بات منہ سے نکالنا یا کسی سے اچھی بات سن لینا۔"

(5) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– لاَ عَدْوَى وَلاَ طِيَرَةَ وَلاَ غُولَ-[3]

---

1 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب: لاھامۃ، حدیث: ۵۷۵۷

Bukhari,al jamiah al sahi,Hadith:5703

2 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب لاعدوی، حدیث: ۵۷۷۶

Bukhari,al jamiah al sahi,Hadith:5776

3 قشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح (داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، س ن)، حدیث: ۲۲۲۲

Qusheri,muslim bin hajjaj,al jamih al sahi(dar ikhya ul turass al arbi,beruit,lubnan),Hadith:2222

"حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ متعدی بیماری اور بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں اور جن بھوت بھی (اللہ کی مرضی کے بغیر) کچھ نہیں کرسکتے۔"

(6)عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- كَانَ يَقُولُ : لاَ هَامَةَ وَلاَ عَدْوَى وَلاَ طِيَرَةَ وَإِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِى شَىْءٍ فَفِى الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ۔[1]

"حضرت سعدؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ الو، متعدی بیماری اور بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں اور اگر کسی چیز سے برا شگون لیا جاتا تو وہ گھوڑا، گھر اور عورت ہوتی۔"

معلوم ہو کہ دنیا کی عام مخلوقات کی طرح صحت و بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں، اللہ رب العزت جب چاہیں کسی بھی انسان کو کسی بھی بیماری میں مبتلا کردیں اور جب انہیں منظور ہو تو مریض کو صحت سے نوازدیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو مریض کی صحت منظور نہ ہو تو ہزاروں لاکھوں علاج و دوا کے باوجود مریض صحت یاب نہیں ہوسکتا۔

(7) عن جابر ان رسول الله ﷺ اخذ بيد مجذوم فوضعها معه فى القصعة قال كل ثقة بالله و توكلا عليه رواه الترمذى ۔[2]

"حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مجزوم کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ ہی اس کو پیالے میں رکھا۔ اور فرمایا کہ اللہ پر اعتماد و بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ۔"

حاصل کلام یہ ہے کہ ایک کی بیماری یا مرض کا اُڑ کر دوسرے کو لگ جانا یا کسی مریض سے مرض تجاوُز کرکے صحیح سلامت تندرست آدمی میں منتقل ہوجانا! یہ بالکل باطل ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں لوگ یہ اعتقاد رکھتے تھے بیماری خود اُڑ کر دوسرے کو لگ جاتی ہے، خدا تعالیٰ کی تقدیر کا اس میں کوئی دخل نہیں بلکہ یہ خود ہی مؤثر (یعنی بذاتِ خود اثر انداز ہونے والی) ہے۔ حدیث پاک میں اسی نظریے کا رد فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: "لَاعَدْوَی"

1 سجستانی، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب الکھانۃ والتطیر، باب فی الطیرۃ، (دار ھجر مصر، ۱۴۱۹ھ)، حدیث: ۳۹۲۱
Sujistani,suleman bin ashas,Al sunan(dar hijar,misar,1419H),Hadith:3921

2 ترمذی، محمد بن عیسی، السنن، ابواب الاطعمۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی الاکل مع المجذوم (دارالغرب الاسلامی، بیروت، ۱۹۹۸م) حدیث: ۴۵۸۱
Tirmizi ,Muhammad bin Eisa,Al sunan (Dar ul Gharb al islami,beruit 1998M)Hadith:4581

یعنی بیماری کا اُڑ کر لگنا کچھ نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے مجذوم (جذام کے مریض) کے ساتھ کھانا بھی کھایا تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ مرض اڑ کر دوسرے کو نہیں لگتا۔

مسلمانوں کے پاس عقیدہ کی اتنی مضبوط طاقت ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے پاس آنے والے خوف کو ختم کر سکتے ہیں۔ ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ موت کا ایک وقت متعین ہے جس سے پہلے کسی کی موت نہیں ہو سکتی ہے اور اگر موت کا وقت آ جائے تو کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالی نے اس کو بہت واضح انداز میں بیان کیا ہے۔اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعة و لا یستقدمون-1

"جب موت کا وقت آ جاتا ہے تو ایک سیکنڈ کے لیے آگے پیچھے نہیں ہوتا ہے۔"

وہ روایات جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماری کا تعدیہ ہے:

1۔ مسلم شریف کی روایت ہے:

و عن عمر بن الشرید عن ابیه قال کان فی وفد ثقیف رجل مجذوما فارسل الیه النبی ﷺ انا قد بایعناک فارجع-2

"ثقیف کے وفد میں ایک کوڑھی آدمی تھا جو شخص آپ ﷺ کے پاس بیعت کی خاطر آیا۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ میں نے تم سے بیعت کر لی ہے۔ تم واپس جا سکتے ہو۔"

2۔ صرف انسانوں میں ہی نہیں بلکہ جانوروں میں بھی چھوت چھات سے بیماریاں پھیلتی ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

لا یوردن ممرض علی مصح-3

"بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس مت لے کر جاؤ۔"

---

1 سورۃ النحل ۱۶:۶۱

Soorat ul nahal16:61

2 مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب السلام، باب تحریم الکھانۃ واتیان الکھان، حدیث: ۲۲۳۱
Muslim bin hajaaj,al jamih al sahi,Hadith:2231

3 ن۔م، کتاب السلام، باب لا عدوی ولا طیرۃ ولا ھامۃ۔۔۔الخ حدیث ۵۷۹۱

Ibid,Hadith:5791

3۔اسی طرح جذامی مریض سے بچنے کے لیے آپ ﷺ نے اس سے ایک نیزہ کے فاصلہ سے بات چیت کرنے کی تاکید کی حدیث میں ہے:

كلم المجذوم بينك و بينه قيد رمح-1

"کوڑھیوں کی طرف زیادہ دیر تک مت دیکھا کرو اور ان سے اس طرح بات کرو کہ تمھارے اور ان کے درمیان ایک یا دو نیزے کا فاصلہ رہے۔"

اس کا صاف مطلب ہے کہ بیماری متعدی ہو سکتی ہے۔

4۔ایک حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ فِرَارَكَ مِنَ الْاَسَدِ-2

"جذام کے مریض سے اس طرح بھاگو جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو۔"

5:شریعت نے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور ان احتیاطی تدابیر پر جس حد تک عمل ممکن ہو کرنا چاہیے، طاعون کے سلسلے میں اسلام کی ہدایت ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ، فَقَالَ: «كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ، فَجَعَلَهُ اللَّهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ، مَا مِنْ عَبْدٍ يَكُونُ فِي بَلَدٍ يَكُونُ فِيهِ، وَيَمْكُثُ فِيهِ لاَ يَخْرُجُ مِنَ البَلَدِ، صَابِرًا مُحْتَسِبًا، يَعْلَمُ أَنَّهُ لاَ يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ، إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ-3

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ رب العزت کا عذاب ہے جس پر اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں اس کو بھیج دیتے ہیں جس علاقے میں طاعون پھیلا ہو لوگ وہاں نہ جائیں اور وہاں کے لوگ وہاں سے نہ نکلیں بلکہ صبر کر کے انہی علاقوں میں رہیں اگر موت مقدر ہو گئی تو شہادت کی موت ہو گی۔"

---

1 قاہری، زین الدین محمد، التیسیر بشرح الجامع الصغیر، کتاب الطب، باب الجذام (مکتبۃ الامام الشافعی، ریاض، ۱۴۰۸ھ)، ۲/۲۲۰

Qahari,zain ul din Muhammad,al teseer ba sharah al jamia al Saghir(maktabat ul imam al shafi,1408H),2/220

2 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب الجذام، حدیث: ۵۷۰۷

Bukari,al jamih al sahi,Hadith:5707

3 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب القدر، باب (قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا)، حدیث: ۶۶۱۹

Bukhari,al jamiah al sahi, Hadith:6619

دوسرے لوگوں کو وہاں جانے سے اس لیے منع کیا کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو، اور جہاں وبائی امراض پھیلے ہیں وہاں جانا گویا کہ اپنے آپ کو ہلاکت کے قریب کرنا ہے۔ اس نقطہ نظر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وبائی امراض متعدی ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے وبائی امراض کے پھیلے ہوئے علاقوں میں جانے سے منع کیا گیا۔

6: بیماری کا متعدی ہونا اس واقعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عہد فاروقی میں پھیلنے والے اس خوف ناک وبا کا بھی ذکر کیا جائے جسے طاعون عمواس کہتے ہیں۔ "عمواس" دراصل بیت المقدس اور رملہ کے بیچ واقع ایک بستی کا نام ہے، چوں کہ اس علاقے سے طاعون کی ابتدا ہوئی تھی اسی لیے اس کو "طاعونِ عمواس" کہا جاتا ہے۔ مورخین کے مطابق ۱۷ ہجری کے اواخر یا ۱۸ ہجری کی ابتدا میں یہ وبائی مرض عمواس سے شروع ہو کر شام و عراق کے پورے درمیانی علاقے میں پھیل گیا اور مسلسل ایک ماہ جاری رہا۔ ایک دفعہ اس وبا کی شدت کچھ کم ہو گئی؛ لیکن اس نے پھر عود کیا۔ مجموعی طور پر اس نے باون ہزار مسلمان مردوں، عورتوں، شہریوں اور فوجیوں کی جانیں لیں۔ معرکۃ الجزیرہ کے سلسلے میں سیدنا عمرؓ کے جابیہ نامی مقام تک پہنچ کر مدینہ واپس لوٹنے کی وجہ یہی وبا تھی۔ انھوں نے طاعون کی خبر سن کر مہاجرین و انصار سے مشاورت کی تو کچھ نے کہا کہ آپ جس کام سے آئے ہیں، اسے پورا کیے بغیر نہ لوٹیں۔ دوسروں نے مشورہ دیا کہ کبار اصحاب رسول کو وبا کے خطرے میں ڈالنا مناسب نہیں۔ جب انھوں نے واپسی کا فیصلہ کر لیا تو ابو عبیدہ بن جراحؓ نے پوچھا کہ کیا اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ عمرؓ کا جواب تھا: ہاں، ہم اللہ کی ایک تقدیر سے اس کی دوسری تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ عبد الرحمن بن عوفؓ نے یہ فرمان نبوی سنا کر عمرؓ کے موقف کی تائید کی: "جب تم کسی قوم کی سرزمین میں طاعون پھیلنے کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب یہ اس جگہ پھوٹے جہاں تم موجود ہو تو اس سے فرار کی خاطر وہاں سے نہ نکلو۔"1

اس مرض کا شکار ہونے والوں میں حضرت ابو عبیدہ، معاذ بن جبل، عبد الرحمن بن معاذ، یزید بن ابی سفیانؓ جیسے کبار صحابہ شامل تھے۔ حارث بن ہشام کے ساتھ شام جانے والے ان کے ۷۰/ اہل خانہ میں صرف ۴ بچ پائے۔ خالد بن ولیدؓ کے ۴ بیٹوں نے اس وبا میں جان دی۔

7: سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

1 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، باب من انتظر حتی تدفن، حدیث: ۵۷۲۹

Bukhari,al jamiah al sahi, Hadith:5729

"جذام زدہ مریضوں پر زیادہ دیر تک نظر نہ ڈالا کرو۔"1

یہ شاید اس لئے کہ جب آدمی بات کرتا ہے تو اس کے منہ سے تھوک کے چھینٹے نکلتے ہیں جس میں بیماری کے کافی جراثیم موجود ہوتے ہیں یہ جب مخاطب کے اوپر پڑیں گے تو مخاطب کو بھی بیماری میں مبتلا کر سکتے ہیں۔

ان تمام روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بیماری میں تعدیہ ہوتا ہے اور ایک کی متعدی بیماری دوسرے کو لاحق ہو سکتی ہے۔ اس لئے جتنا ہو سکتے تو وبائی اور متعدی امراض والے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ تاکہ یہ بیماری کسی اور کو لاحق نہ ہو جائے۔

بیماری کے تعدیہ کے بارے میں روایات کے ظاہری تعارض کا حل:

1۔ علامہ نووی نے لکھا ہے: دونوں طرح کی روایات ہیں بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماری متعدی نہیں ہوتی ہے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماری متعدی ہوتی ہے۔

وجه الجمع أن الامراض لا تعدى بطبعها و لكن جعل الله سبحانه و تعالى مخالطتها سببا للاعداء فنفى فى الحديث الاول ما يعتقده الجاهلية من العدوى بطبعها و ارشد فى الثانى الى مجانبة ما يحصل عنده الضرر عادة بقضاء الله و قدره-2

"اس میں تطبیق یہ ہے کہ بیماری اپنی طبیعت کے اعتبار سے تو متعدی نہیں ہوتی ہے، لیکن اللہ تعالی نے بعض بیمار سے ملنے کو متعدی ہونے کا سبب بنایا ہے۔ پس جس حدیث میں تعدیہ کی نفی ہے اس میں درحقیقت جاہلیت کے تعدیہ والے عقیدے کی نفی مقصود ہے اور دوسری روایت میں اللہ تعالی کی تقدیر سے بعض بیمار سے ملنے پر جو ضرر اور نقصان ہو سکتا ہے اس کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔"

شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ سات بیماریاں متعدی ہوتی ہیں، اور یہ قدیم اطباء کی رائے ہے۔ اس لیے اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ یہ بیماری منتقل ہو سکتی ہے تو اس کو قبول کیا جا سکتا ہے یہ اسلام کا حکم۔ اس میں بھی مریض کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالی نے میرے لیے اس بیماری میں مبتلا ہونا مقدر کیا تھا اس لیے ہمیں یہ بیماری ہو گئی۔

---

1 ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن، کتاب الطب، باب الجذام، (دار احیاء الکتب العربیہ س ن)، حدیث: ۳۵۴۳

Ibn e majah,Muhammad bin yazeed ,Al sunaan(dar ikhya ul turass al arbiah,),Hadith:3543

2 نووی، یحیی بن شرف، المنهاج شرح صحیح مسلم (مؤسسة قرطبہ، ۱۴۱۴ھ)، ۱/۳۵

Novi,yakhya bin sharaf,Al minhaj sharah Sahi muslim(mussat qurtabah,1414H),1/35

تعدیہ ُجراثیم یعنی "مرض کے جراثیم کا اُڑ کر دوسرے کو لگنا" کھلی حقیقت ہے، جراثیم خود مرض نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی چھوٹی سی مخلوق ہے جو صرف خردبین یا الٹرا مائکرواسکوپ(Ultra-Microscope) کے ذریعے ہی نظر آتی ہے اور یہ جراثیم مرض کا سبب بنتے ہیں۔ پہلے زمانے کے لوگ ان جراثیم سے واقف نہ تھے تو انہوں نے یہی نظریہ بنالیا کہ مرض مُتَعَدّی ہوا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اسلام نے اس کی نفی فرمائی کہ کوئی مرض مُتَعَدّی نہیں ہوتا اسلام کے تعدیہ مرض کی نفی کرنے سے جراثیم کے مُتَعَدّی ہونے کی نفی قطعاً نہیں ہوتی۔ فتح الباری میں ہے:

تعدیہ کی نفی سے مراد یہ ہے کہ کوئی شے اپنی طبیعت کے اعتبار سے دوسری چیز کو نہیں لگتی، چونکہ زمانہَ جاہلیت کے لوگ اعتقاد رکھتے تھے کہ امراض اپنی طبیعت کے اعتبار سے مُتَعَدّی ہوتے ہیں اور وہ ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کرتے تھے، لھٰذا اس اعتقاد کی نفی کی گئی اور نبیِّ کریم ﷺ نے ان کے اعتقاد کو باطل فرمایا اور مجذوم کے ساتھ کھانا کھایا تاکہ آپ انہیں بیان کردیں کہ اللہ ہی بیمار کرتا ہے اور شفا دیتا ہے۔1

فتاوی رضویہ میں جلد نمبر ۲۴ کے صفحہ نمبر ۲۱۶ سے لے کر صفحہ نمبر ۲۸۳ تک یعنی ۶۸ صفحات پر مشتمل دلائل نقلیہ و عقلیہ سے جواب تحریر ہے۔ آخر میں تحریر فرمایا:

"بالجملہ معتمد و صحیح و ترجیح و نجیح یہ ہے کہ جذام، کھجلی، چیچک، طاعون وغیرہا اصلاً کوئی بیماری ایک کی دوسرے کو ہرگز ہرگز اُڑ کر نہیں لگتی، یہ محض اوہام بے اصل ہیں اور کوئی وہم پکا ہو جائے تو کبھی اصل ہو جاتا ہے۔۔ وہ اس دوسرے کی بیماری اُسے نہ لگی بلکہ خود اسی کی باطنی بیماری کہ وہم پرور دہ تھی صورت پکڑ کر ظاہر ہوگئی۔ چونکہ امت مسلمہ کا 90 فیصد سے زیادہ طبقہ دینی تعلیمات سے دور اور کمزور اعتقاد والا ہے اس لیے مندرجہ بالا احادیث کے پیش نظر کمزور اعتقاد والے مسلمانوں کو بچنے کی مکمل اجازت ہے۔"

نیز فتاویٰ رضویہ میں ہے جن احادیث میں دور رہنے کا حکم ہے وہ ضعیف الیقین لوگوں کو حکمِ استحبابی ہے اور کامل الایمان بندگانِ خدا کے لیے کچھ حرج نہیں۔ فرماتے ہیں:

---

1 عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری (المطبعۃ السلفیہ، س ن)، ۱۱/۱۳۶

As qalani,ibn e hajar,ahmad bin ali,Fath ul bari(al matbaht ul salfiah),11/136

"فرض کریں مثلاً معاذاللہ کسی کو یہ مرض ہو، تو کیا اب اس سے اسکے اولاد واقارب وزوجہ سب اس احتیاط کے باعث اس سے دُور بھاگیں اور اُسے تنہا وضائع چھوڑ دیں یہ ہرگز حلال نہیں۔ بلکہ جزامی بیمار شخص کے پاس بیٹھنا مباح اور اسکی خدمت گذاری وتیمارداری موجبِ ثواب۔"1

امکانِ تعدی کے متعلق ایک سوال:

بعض مغربیت زدہ حضرات امکانِ تعدی کے اثبات میں صحیح مسلم کی وہ حدیث پیش کیا کرتے ہیں، جس میں ہے کہ:

بنو ثقیف کا ایک وفد آں حضرت ﷺ کی خدمت میں آنے والا تھا، اس میں ایک کوڑھ کا مریض بھی تھا۔ تو آپ ﷺ نے اس مریض کو پیغام بھیجا کہ "ہم نے تیری بیعت قبول کرلی، تو واپس چلا جا"۔۔ چنانچہ اگر یہ بیماری چھوت نہیں تو آنحضرت ﷺ نے اسے آبادی اور شہر میں آنے سے منع کیوں فرمادیا؟

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ اصل بات تو وہی ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی۔ باقی رہا آنحضرت ﷺ کا اسے روکنا، تو اس کا سبب یہ تھا کہ اگر وہ آدمی شہر میں آگیا اور اس کے بعد اتفاقاً شہر کے لوگوں میں سے کسی کو یہ بیماری لاحق ہوگئی تو وہ سمجھے گا کہ فلاں آدمی کے آنے کے سبب میں بیمار ہو گیا اور یہ بات ایمان کے خلاف ہوتی۔ چونکہ اس سے کسی بھی شخص کے ایمان میں کمزوری کا پہلو نکل سکتا تھا، اس لیے احتیاطاً اسے آبادی اور شہر میں آنے سے روک دیا گیا۔

عہدِ جاہلیت میں تعدیِ امراض کا تصور اور اس کی اصلاح:

زمانہ جاہلیت میں بعض بیماریوں میں لوگوں کا یہ اعتقاد تھا کہ جب کوئی تندرست آدمی کسی بیمار شخص کے پاس جاتا ہے، تو اس کی بیماری تندرست آدمی میں خود بخود منتقل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالی کی تقدیر اور مشیت کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا، تو آپ ﷺ نے "لاعدوی، لایعدی شیء شیئا" جیسی احادیث میں اسی باطل عقیدے کی تردید فرمائی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی بھی بیماری اللہ تعالی کی مشیت کے بغیر فی نفسہ متعدی نہیں ہوتی؛ بلکہ جب اللہ تعالی اس میں متعدی ہونے کی تاثیر ڈال دیتے ہیں اس وقت وہ دوسرے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے "فر

1 بریلوی، احمد رضا، فتاوی رضویہ (رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور، اپریل ۲۰۰۶ء)، ۲۴/ ۲۸۲
Barelvi,Ahmed raza, Fatawa Rizvia(Raza Foundation,jamia nizamia rizvia anroon lohari darwaza,LahoreApril,2006M),24/282

من المجذوم فرارک من الأسد"(مجذوم سے اس طرح بھاگو جیسے تم شیر کو دیکھ کر بھاگتے ہو)"لا یورد ممرض علی مصح"(بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس نہ لایا جائے) جیسی حدیثوں میں متعدی سمجھی جانے والی بیماریوں میں مبتلا لوگوں اور جانوروں سے احتیاط کرنے کا حکم دیا تا کہ اگر کوئی اختلاط کے بعد بمشیت خداوندی بیمار ہو گیا، تو اس کا اعتقاد خراب نہ ہو۔ پس معلوم ہوا کہ پیش کردہ روایت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی بیماری اللہ کی تقدیر اور مشیت کے بغیر ایک دوسرے میں متعدی نہیں ہوتی ہے لھذا مشاہدے اور حدیث میں کوئی تضاد نہیں۔

صحیح بخاری کے مشہور شارح علامہ ابن حجر عسقلانی اسکی شرح میں لکھتے ہیں:"كَانُوا يَعْتَقِدُونَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ إِضَافَةِ الْفِعْلِ إِلَى غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى "کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ متعدی بیماری کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرتے تھے (یعنی ان کے بت ایسا کرتے ہیں) اس وہم کو نبی کریم ﷺ نے دور فرمایا ہے کہ بیماری کی تاثیر کسی غیر اللہ نے پیدا نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ اس سے متعدی بیماری کی نفی نہیں ہوتی اسی لئے آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ "لَا يُورِدُ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ "یعنی کسی بیمار جانور کو تندرست جانور کے ساتھ نہ رکھو ورنہ تندرست بھی بیمار پڑ سکتا ہے۔ نیز آپ ﷺ نے طاعون زدہ علاقہ میں جانے سے بھی منع فرمایا۔

اسی طرح بعض لوگ ایک روایت کو پیش کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مجذوم کے ساتھ اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ حضرت امام ابن حجر اس روایت کے ساتھ ایک دوسری روایت بھی لاتے ہیں کہ جب قبیلہ ثقیف کا وفد آیا جس میں ایک مجذوم بھی تھا تو نبی کریم ﷺ نے اسے کہلوا بھیجا کہ "أَنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَارْجِعْ" یعنی میں نے تیری بیعت لے لی ہے تو واپس لوٹ جا۔ آپ ﷺ نے اسکے ہاتھ کو تھام کر بیعت نہیں لی۔ ایک روایت میں ہے کہ مجذوم سے دو نیزے دور ہو کر بات کرو۔ ابن حجر فرماتے ہیں کہ مجذوم کے بارے میں اس طرح کی دونوں روایات ملتی ہیں جن کی علماء نے تطبیق کی ہے کہ جہاں مجذوم سے الگ رہنے کا کہا ہے تو یہ احتیاط کے لئے ہے تا کہ جذام کا مرض نہ لگ جائے۔ اور جہاں مجذوم کے ساتھ کھانا کھانے کا ذکر ہے تو وہ اس لئے ہے کہ "وَالْأَكْلُ مَعَهُ عَلَى بَيَانِ الْجَوَازِ" تا کہ مجذوم کے ساتھ کھانا کھانے کا جواز نکل سکے۔ اور مجذوم سے نفرت نہ ہو اور احتیاط کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس سے ملنے اور اسکی خبر گیری کا جواز نکل سکے۔1

---

1 عسقلانی، فتح الباري شرح صحيح البخاري (دار المعرفہ، بیروت، ۱۳۷۹ء)، ۱۰/ ۱۵۹
As qalani,Fath ul Bari sharah Sahi ul bukhari,(dar ul marfah,beruit,1379),10/159

قرآن کریم نے اس سلسلہ میں واضح حکم دیا ہے کہ "وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ" کہ اپنے ہاتھوں (اپنے تئیں) ہلاکت میں نہ ڈالو۔ 1

اس قرآنی ارشاد کے مطابق احادیث کے مضمون کو سمجھنا ہوگا، یہی اصول حکم وعدل نے دیا ہے کہ احادیث کو قرآن کے تابع رکھ کر سمجھا جائے۔ پس آجکل جو وبا پھیلی ہوئی ہے اس سے بچنے کے لئے تمام احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے اور اگر خدانخواستہ کوئی اس وبا سے متاثر ہو تو اس کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑ دینا بلکہ احتیاط کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس کی تیمارداری کرنا اور جس حد تک ممکن ہو اس کی خدمت کرنی ضروری ہے یہی شریعت کا حکم ہے۔

تعدیہ والی روایات کو منسوخ قرار دینا ٹھیک نہیں:

2۔ بعض علماء نے اس تعارض کو یوں رفع فرمایا کہ جن میں تعدیہ کا تذکرہ ہے وہ منسوخ ہیں۔

وَرَأَوْا أَنَّ الْأَمْرَ بِاجْتِنَابِهِ مَنْسُوخٌ-2

لیکن یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے، کیونکہ نسخ کی شرائط میں سے ایک ضروری شرط یہ بھی ہے کہ دونوں میں تطبیق مشکل ہو اور اگر تطبیق ممکن ہو تو پھر تطبیق دینا واجب ہے۔ اگر حقیقت میں دیکھا جائے اس طرح دونوں دلیلوں کے مطابق عمل ہو جاتا ہے جب کہ نسخ کی صورت میں ایک دلیل کا باطل ہونا لازم آتا ہے اور دونوں کے مطابق عمل ہو جانا ایک کو باطل قرار دینے سے زیادہ بہتر ہے۔

ڈاکٹر کارل مینیگر نے اپنی مشہور کتاب 'دی ہیومن مائنڈ ' یعنی انسانی ذہن میں بہت سے ایسے لوگوں کے حالات قلمبند کئے ہیں جنہوں نے محض اپنے اوپر ایک قسم کا خوف طاری کر کے مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے۔ حالانکہ انہیں واقعتاً کوئی بیماری نہیں تھی۔

3۔ بعض علماء نے اس اختلاف کو اس طرح حل کیا کہ ان حدیثوں میں سے کوئی بھی منسوخ نہیں ہے بلکہ دونوں قسم کی احادیث کو جمع کرنے کے بعد جو مفہوم حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ شریعت میں اصل عقیدہ اور نظریہ یہی ہے کہ بیماری میں تعدیہ نہیں، تعدیہ والی جو روایات ہیں یہ سد الذرائع ارشاد فرمائی گئی ہیں، مقصد یہ ہے کہ کہ خدانخواستہ کسی

---

1 سورۃ البقرہ ۲/۱۹۶

Soorat ul baqrah2:196

2 النووی، المنہاج شرح صحیح مسلم، ۲/۲۳

Novi,Al minhaj sharah Sahi muslim,2/23

آدمی کو بیماری لگ گئی اور اس کی موت واقع ہو گئی تو اس شخص کے ذہن میں بھی آئے گا کہ میں اگر اس بیمار کے پاس نہ جاتا تو مجھے تکلیف نہ ہوتی اور میری موت واقع نہ ہوتی اور دیکھنے والوں کو بھی شبہ ہو گا۔ جبکہ مسلمانوں کا اصل عقیدہ یہی ہے کہ بیماریوں میں تعدیہ نہیں ہے، جس شخص کی عمر تقدیر الٰہی میں ختم ہو چکی ہے اور اس بیماری میں مبتلا ہو کر مرنا بھی اس کے لئے طے تھا تو اس شخص کے اور دیگر لوگوں کے عقیدے کے تحفظ کے لئے فرمایا گیا کہ کوڑھی سے اور آفت زدہ سے دور رہو۔ چنانچہ بذل المجہود میں ہے:

فاختلفوا فی وجه الجمع بینها ، فقال بعضهم نفی العدوی وهو الاصل ، واما الحدیثان الآخران فهما محمولان علی سد الذرائع ، لا علی اثبات العدوی-1

اسی طرح حضرت مفتی شفیع معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

"اسلام کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ نہ کسی جگہ جانا موت کا سبب ہے، نہ کہیں سے بھاگنا نجات کا سبب، اس اہم عقیدہ کے ہوتے ہوئے حکم مذکور بڑی دور رس حکمتوں پر مبنی ہے، باہر والوں کو وہاں جانے سے روکنے کی ایک حکمت یہ ہے کہ ممکن ہے کہ وہاں پہنچ کر کسی کی عمر ختم ہو چکی ہو اور اس مرض میں مبتلا ہو کر انتقال ہو گیا تو مرنے والے کو کبھی یہ گمان ہو گا کہ اگر میں یہاں نہ آتا تو زندہ رہتا اور دوسروں کو بھی یہی خیال ہو گا کہ یہاں آنے سے اس کی موت واقع ہوئی، حالانکہ جو کچھ ہوا وہ پہلے سے لکھا ہوا تھا، اس کی عمر اتنی ہی تھی، کہیں بھی رہتا، اس وقت اس کی موت لازمی تھی، اس حکم میں مسلمانوں کے عقیدہ کو تذبذب سے بچایا گیا کہ وہ غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔"2

4۔ بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ "لاعدوی" میں بالذات کی نفی ہے، مطلق تعدیہ کی نفی نہیں۔

ونفی العدوی محمول علی انه لا عدوی بالذات لا بل هو یجری عادة الله سبحانه تعالیٰ-3

مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے پہلی توجیہ کو مقدم کیا، شاید اس طرف اشارہ کیا کہ ان کے نزدیک یہی راجح ہے۔

---

1 سہارنپوری، خلیل أحمد، بذل المجهود (مرکز الشیخ أبي الحسن الندوي للبحوث والدراسات الإسلامية، الهند، ۱۴۲۷ ھ)، ۵/ ۱۴

Saharan puri,Khalil ahmed,Bazl ul majhood(markaz al shaikh abi hasan al nadvi lil bahoos wa dirasaat al islmia,al Hind,1427H),5/14

2 عثمانی، محمد شفیع، معارف القرآن (مکتبہ دارالعلوم کراچی)، ۱/ ۵۹۷

Usmani,Muhammad shafi,maarif ul quran(maktaba dar ul aloom,Karachi),1/597

3 سہارنپوری، بذل المجہود، ۵/ ۱۴

Saharanpuri,bazl ul majhood,5/14

اس توجیہ کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے جب "لا عدوی ولا صفر ولاھامة" فرمایا تو ایک اعرابی نے سمجھنے کے لئے اعتراض کیا کہ اونٹوں میں ہم بیماری کا متعدی ہونا دیکھتے ہیں، اونٹ ہرنی جیسے حسین کھال والے ہوتے ہیں، ایسے لگتے ہیں جیسے وہ ہرن ہیں، ان میں کوئی خارشی اونٹ آجاتا ہے تو وہ سب خارشی کر دیتا ہے۔ اس کا جواب آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: "فمن اعدی الاول" کہ تمہارے کہنے کے مطابق اونٹوں کو تو خارش اس پہلے اونٹ کی وجہ سے لگی تو پہلے اونٹ کو خارش کہاں سے لگی ہے؟

اس ارشاد کا یہ مطلب تھا کہ جیسے پہلے اونٹ کو خارش اللہ کے حکم سے لگی ہے اسی طرح باقیوں کو خارش اس پہلے اونٹ کی وجہ سے نہیں لگی بلکہ ان کو بھی اللہ کے حکم سے لگی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ نے بذل کے حاشیہ میں حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانویؒ کے حوالے سے تعدیہ کے متعلق تین مذہب نقل فرمائے ہیں، تینوں مذہب نقل فرمانے کے بعد حضرت شیخ فرماتے ہیں:۔

لكن الأحاديث الصحيحة تدل على أن العدوى ليس بشيء.1

5۔ بعض علماء نے ابو داؤد شریف میں منقول وہ واقعہ جس میں حضور ﷺ نے ایک مجذوم کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیا، اس کو بیان جواز پر محمول کیا۔

اس توجیہ کو اگرچہ حضرات نے ذکر تو فرمایا ہے لیکن اس توجیہ کا راجح ہونا بظاہر سمجھ میں نہیں آتا، اس لئے کہ حدیث عائشہؓ میں وارد ہے کہ ہمارا ایک غلام تھا، جو جذام کی بیماری میں مبتلا تھا، وہ ہماری رکابی میں کھاتا تھا، ہمارے پیالے میں پانی پیتا تھا اور ہمارے بستر میں سوتا تھا۔ امام نوویؒ نے اس کو ذکر فرمایا ہے:۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَوْلًى مَجْذُومٌ فَكَانَ يَأْكُلُ فِي صِحَافِي وَيَشْرَبُ فِي أَقْدَاحِي وَيَنَامُ عَلَى فِرَاشِي-2

بیان جواز کے لئے ہوتا تو ایک مرتبہ کافی تھا، اس حدیث عائشہ سے تو ایک تسلسل معلوم ہوتا ہے، گویا کہ اس سے اس بات کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے کہ بیماریوں میں تعدیہ نہیں۔

---

1 سہارنپوری، بذل المجہود، ۱۱/۶۴۱

Saharanpuri,Bazl ul majhood,11/641

2 نووی، المنہاج شرح صحیح مسلم، ۱۴/۲۲۸

Novi,Al minhaj sharah Sahi muslim,14/228

فائدہ:

بعض حضرات نے بیماریوں کے تعدیہ کو ثابت کرنے کے لئے حضرت عمرو بن شریدؓ کی حدیث جو مسلم میں بھی موجود ہے اس سے استدلال کیا ہے: مسلم شریف میں ہے:

عن عمرو بن الشريد عن ابيه قال كان فى وفد ثقيف رجل مجذوم فارسل اليه النبیﷺ انا قد بايعناک فارجع-1

"ثقیف کے وفد میں ایک کوڑھی آدمی تھا جو شخص آپ ﷺ کے پاس بیعت کی خاطر آیا۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ میں نے تم سے بیعت کر لی ہے۔ تم واپس جاسکتے ہو۔"

اس سے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضور ﷺ نے مجذوم کو قریب نہیں آنے دیا تاکہ یہ بیماری دوسروں کو نہ لگ جائے۔

جواب: حضور ﷺ کے پاس وفود مسجد نبوی میں تشریف لاتے تھے اور مسجد میں حضرات صحابہ کا مجمع ہوتا تھا، کوڑھ والے سے لوگ نفرت کرتے ہیں اور نماز وغیرہ میں اس کے پاس کھڑے ہونے کو موجب ایذاء سمجھتے ہیں، حضور ﷺ کا اس کو واپس بھیج دینا حضرات صحابہ کرامؓ کو اس ایذاء کے پیش نظر تھا، بیماریوں کے تعدیہ کے نظریہ کے پیش نظر نہیں تھا، جیسا کہ حضرات فقہاء نے تصریح کی ہے کہ جس آدمی کے منہ اور بغل سے بو آتی ہو یا جس آدمی کو کوئی زخم اور زخم سے بو آتی ہے یا اسی طریقے سے مجذوم یا برص کے شکار لوگوں کو مسجد سے روکا جاسکتا ہے۔

چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں موجود ہے:۔

وَكَذَلِكَ ألحق بذلك بَعضهم من بِفِيهِ بخر، أَو بِهِ جرح لَهُ رَائِحَة، وَكَذَلِكَ القصاب والسماك والمجذوم والأبرص أولى بالإلحاق، وَصرح بالمجذوم ابْن بطال، وَنقل عَن سَحْنُون، لَا أرى الْجُمُعَة عَلَيْهِ، وَاحْتج بِالْحَدِيثِ. وَألْحق بِالْحَدِيثِ: كل من آذَى النَّاس بِلِسَانِهِ فِي الْمَسْجِد، وَبِه أفتى ابْن عمر، رَضِي الله تَعَالَى عَنْهُمَا، وَهُوَ أصل فِي نفي كل مَا يتَأَذَّى بِهِ-2

---

1 مسلم، الجامع الصحیح، کتاب السلام، باب تحریم الکھانۃ واتیان الکھان، حدیث:۲۲۳۱

Muslim,al jamiah al sahi,Hadith:2231

2 عینی، بدر الدین، محمود بن أحمد، عمدة القاري شرح صحيح البخاري (دار إحياء التراث العربي- بيروت س ن)، ۶/۱۴۶

Eani,Badr ul din, mahmood bin ahmed,Umdat ul Qari sharah Sahi ul bukhari(dar ikhya ul turass al arbi,beriut),6/146

اسی طرح جس شخص سے لوگوں کو ضرر عام لاحق ہوتا ہو اس کے مسجد آنے سے منع کرنے کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری میں، ملا علی القاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور علامہ نوویؒ نے شرح مسلم میں لکھا ہے:

"فَضَرَرُهُ أَشَدُّ مِنْ ضَرَرِ آكِلِ الثُّومِ وَالْبَصَلِ الَّذِي مَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُخُولَ الْمَسْجِدِ لِئَلَّا يُؤْذِي الْمُسْلِمِينَ وَمِنْ ضَرَرِ الْمَجْذُومِ الَّذِي مَنَعَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالْعُلَمَاءُ بَعْدَهُ الِاخْتِلَاطَ بِالنَّاسِ"[1]

حاصل کلام یہ ہے کہ اس تکلیف سے بچانے کے لئے حضور ﷺ نے اسے واپس بھیج دیا۔

ارباب اقتدار کا جمعہ کی نماز یا دیگر نمازوں پر پابندی لگانا:

جس شخص میں مذکورہ وائرس کی تشخیص ہو چکی ہو ایسے افراد کو مسجد سے روکنا درست ہے، کیونکہ یہ لوگوں کے لئے تکلیف، اذیت اور نفرت کا باعث بنے گا۔ لیکن کیا ایسا شخص جمعہ کے لئے آسکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں "عمدۃ القاری" میں امام سحنون کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ میرے خیال میں ایسے شخص پر جمعہ واجب نہیں:

وَنقل عَن سَحْنُون، لَا أرى الْجُمُعَة عَلَيْهِ-2

البتہ امام نوویؒ نے یہ فرمایا ہے کہ ایسے شخص کو مسجد سے اور لوگوں کے ساتھ میل جول سے روکا جاسکتا ہے۔

قَالَ الْقَاضِي قَالُوا وَيُمْنَعُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَالِاخْتِلَاطِ بِالنَّاسِ-3

البتہ لوگوں کے ساتھ جمعہ پڑھنے کی اجازت ہوگی۔ چنانچہ فرمایا:۔

ولایمنعون مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ مَعَ النَّاسِ وَيُمْنَعُونَ مِنْ غيرها-4

مساجد میں عبادات وغیرہ سے منع کرنا اسے بعض حضرات نے "وسعی فی خرابها" کے تحت داخل کیا ہے۔ چنانچہ فتح القدیر للشوکانی میں ہے:۔

---

1 نووی، المنھاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ۱۴/۱۷۳

Novi,Al minhaj sharah Sahi muslim bin al hajaj,14/173

2 عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ۶/۱۴۶

Aini,Umdat ul Qari,6/146

3 نووی، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ۱۴/۲۲۸

Nawavi,Al-Minhaj,Sharah Saheeh Muslim Bin Hajjaj,14/228

4 نووی، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ۱۴/۲۲۸

Nawavi,Al-Minhaj,Sharah Saheeh Muslim Bin Hajjaj,14/228

وَالْمُرَادُ بِالسَّعْيِ فِي خَرَابِهَا: هُوَ السَّعْيُ فِي هَدْمِهَا، وَرَفْعِ بُنْيَانِهَا، وَيَجُوزُ أَنْ يُرَادَ بِالْخَرَابِ: تَعْطِيلُهَا عَنِ الطَّاعَاتِ الَّتِي وُضِعَتْ لَهَا، فَيَكُونُ أَعَمَّ مِنْ قَوْلِهِ: أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ فَيَشْمَلُ جَمِيعَ مَا يُمْنَعُ مِنَ الْأُمُورِ الَّتِي بُنِيَتْ لَهَا الْمَسَاجِدُ، كَتَعَلُّمِ الْعِلْمِ وَتَعْلِيمِهِ، وَالْقُعُودِ لِلِاعْتِكَافِ، وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ-1

تفسیر روح المعانی للآلوسی، تفسیر الکبیر للرازیؒ، تفسیر قرطبی، احکام القرآن للجصاص سب میں یہی مذکور ہے۔

اشباہ والنظائر میں ابن نجیم لکھتے ہیں:

فِنَاءُ الْمَسْجِدِ كَالْمَسْجِدِ فَيَصِحُّ الِاقْتِدَاءُ وَإِنْ لَمْ تَتَّصِلْ الصُّفُوفُ.2

علامہ شامی نے واضح کیا ہے کہ اقتداء کے صحیح ہونے کے لیے مسجد یا فناء مسجد میں اتصال صفوف ضروری نہیں ہے بلکہ امام کے احوال کا علم ہونا یہ کافی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

وبه علم أن الاقتداء من صحن الخانقاه الشيخونية بالامام فى المحراب صحيح و ان لم تتصل الصفوف لأن الصحن فناء المسجد و كذا اقتداء من بالخلاوى السفلية صحيح لان ابوابها فى فناء المسجد-3

فتاوی دار العلوم میں ایک سوال ہے کہ ایک یا دو صف چھوڑ کر کچھ لوگ پیچھے کھڑے ہوگئے تو ان کی نماز ہوگی یا نہیں ؟ اس کے جواب میں حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب نے لکھا ہے کہ نماز ہوگئی مگر یہ خلاف سنت ہے صفوف کو متصل کرنا چاہیے اور فرجہ درمیان نہ چھوڑنا چاہیے۔4

فقہاء کے یہاں اس کی تصریح ہے کہ اگر کسی کو منہ کی بدبو کی بیماری اس کے مسجد میں آنے سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو تو اس کو مسجد نہ آنے کی اجازت ہے فتاوی دار العلوم میں ہے کہ جذامی سے جمعہ و جماعت ساقط اور معاف ہے اس وجہ سے کہ وہ مسجد میں نہ آوے پس جذامی کو چاہیے کہ وہ جماعت میں شریک نہ ہونا چاہیے اور جو لوگ جذامی شخص

---

1 شوکانی، محمد بن علی، فتح القدیر (دار ابن کثیر، دار الکلم الطیب - دمشق، بیروت، ۱۴۱۴ھ)، ۱/ ۳۵۳

Shoukani , Muhammad Bin Ali, Fatah-ul-Qadeer(Dar e Ibn Kaseer,Demash,1414),1/353

2 مصری، ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر (دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۹ھ)، ۱/ ۲۵۶

Misri,Ibn e Nujaim,Al-Ishbah Wal-Nazair(Dar-ul-Kutab al-Ilmia ,Beroot,1419),1/256

3 شامی، ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار (دار الفکر - بیروت، ۱۴۱۲ھ)، ۱/ ۵۸۵

Shami,Ibn e Abdin,Muhammad Amin Bin Umar,Radd ul Mukhtar Ala Durr el Mukhtar(Dar ul Fikar,Beroot,1412),1/585

4 عثمانی، عزیز الرحمن، فتاوی دار العلوم (دار الاشاعت، کراچی س ن)، ۳/ ۱۳۵

Usmani,Aziz ul Rehman,Fatawa Dar ul Uloom(Dar ul Ishaat, Karachi),3/135

سے علیحدہ رہیں اور احتراز کریں اس پر کوئی ملامت نہیں ہے کہ جذامی سے بھاگنے اور بچنے کا حکم رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔1

ردالمحتار میں ہے:

ویمنع منه –المسجد –و کذا کل مؤذ ولو بلسانه –و کذلک ألحق بعضهم بذالک من بفيه بخر او به جرح له رائحة و کذالک القصاب و السماک و المجذوم والابرص اولی بالالحاق-2

آفت زدہ لوگوں کو تندرست لوگوں سے الگ کرنا:

اگر وباء عام ہو جائے تو ایسی صورت میں ان کو الگ رہنے اور الگ رکھنے کا حکم دیا جا سکتا ہے۔

قَالَ الْقَاضِي قَالُوا وَيُمْنَعُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَالِاخْتِلَاطِ بِالنَّاسِ-3

یعنی اس مسئلہ میں علمائے کرام کا اختلاف ہے، احتیاط کرتے ہوئے اور لوگوں کے عقائد اور نظریات کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ ان کو الگ کر دیا جائے۔

6۔ وہ روایت جس میں چار چیزیں جن کی رسول اللہ ﷺ نے نفی فرمائی ہے دراصل اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر توکل اور صدق عزیمت کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں اور یہ تمام کی تمام چیزیں اس بات کی طرف راہنمائی کرتی ہیں کہ اس طرح کے امور کے سامنے مسلمان کو کمزوری کا ثبوت نہیں دینا چاہیے۔ مسلمان بندہ کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہی پر اعتماد اور بھروسہ رکھے، کیونکہ یہ تو موجود ہیں، بلکہ اس سے مراد ان کی تاثیر کی نفی ہے، کیونکہ موثر حقیقی تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے،ان میں سے جو سبب معلوم ہو وہ صحیح سبب ہے اور جو سبب موہوم ہو وہ باطل ہے اور تاثیر کی جو نفی ہے وہ اس کی ذات اور سببیت کی اثر پذیری کی نفی ہے۔

علماء کا کہنا ہے کہ ایسا آپ نے ان لوگوں کو دکھانے کے لیے کیا جو اپنے ایمان و توکل میں قوی ہیں، اور ناپسندیدہ امر پر صبر سے کام لیتے ہیں اور اسے قضاء و قدر کے حوالہ کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جو ناپسندیدہ امر پر صبر نہیں کر پاتے اور

---

1 عثمانی، عزیز الرحمن، فتاوی دارالعلوم ،۳/ ۷۰

Usmani,Aziz ul Rehman,Fatawa Dar ul Uloom,3/70

2 شامی، ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، ۱/ ۶۶۱

Shami,Ibn e Abdin,Radd ul Mukhtar Ala Durr el Mukhtar,1/661

3 ن۔م، ۱۴/ ۲۲۸

Ibid,vol:14,p:228

اپنے بارے میں خوف محسوس کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے آپ نے یہ فرمایا:«جذامی سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو» چنانچہ ایسے لوگوں سے بچنا اور اجتناب کرنا مستحب ہے

یعنی اس کھانے کو کھاؤ جسے رسول اللہ ﷺ تناول فرمارہے تھے، اس لیے کہ نبی ﷺ کا اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر توکل بہت قوی تھا اور یہ توکل متعدی اسباب کا مقابلہ کرنے کے لئے اینٹی بائیوٹک کا کام کرتا تھا۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ انسان توکل اور تقدیر پر اس قدر راضی ہو جائے کہ بیماری کا علاج بھی نا کروائے، جیسا کہ اوپر بتایا گیا یہ جواز کے لیے ہے، اگر اس سے بچا جائے۔ حضور ﷺ کی تعلیمات کی رو سے یہ بات غلط ہے کہ بیماریوں کو تقدیر سمجھ کر آدمی رکا رہے اور ان کا علاج نہ کرائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"کہ جس طرح بیماری ایک تقدیر ہے اسی طرح اس کا علاج کرانا بھی تقدیر ہے۔ ایک بدو نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ: یعنی اے رسول اللہ ﷺ کیا ہم علاج کرایا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یعنی ہاں! کیوں کہ اللہ نے ہر بیماری کا علاج بھی پیدا کیا ہے۔1

اوپر ذکر کردہ تمام احادیث میں تطبیق کی سب سے بہتر صورت یہی ہے کہ یہ بات درست ہے کہ کئی بیماریاں متعدی ہوتی ہیں، اس لیے ان بیماریوں سے بچنے کیلئے ہر ممکن اقدامات کرنے چاہیے، اور جس حدیث شریف میں بیماریوں کے متعدی ہونے کی نفی کی گئی ہے ان سے مراد یہ ہے کہ بیماری بذات خود طاقت نہیں رکھتی کہ وہ کسی کو لگ جائے بلکہ وہ جسکو لگتی ہے اللہ کے حکم سے ہی لگتی ہے، متعدی بیماری والے شخص کے ساتھ ملنے جلنے، کھانے پینے سے احتیاط کی جائے تو زیادہ بہتر ہے، تاکہ بیماری سے محفوظ رہا جائے!

روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ امراض ہر حال میں متعدی ہوتے ہیں تو اس کی نفی حدیث شریف میں فرمادی کہ اپنی ذات سے مرض متعدی نہیں ہوتا اور مشاہدات بھی آئے دن اس کی تائید کرتے ہیں کہ مریض کے قریب بہت سے لوگ جاتے ہیں لیکن مرض کسی کو بھی نہیں لگتا اور اور کوئی اس کے قریب نہیں جاتا مگر مرض اس کو لگ جاتا ہے۔۔۔ زمانہ جاہلیت والا یہ عقیدہ باطل ہے، اور جن احادیث میں مریض کے پاس جانے سے پرہیز کا حکم ہے وہ احتیاط کی بنا پر اور کمزور اعتقاد والے لوگوں کے حق میں ہے کہ ممکن ہے کہ کسی

---

1 ترمذی، السنن، کتاب الطب عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی الدواء والحث علیہ، حدیث:۲۰۳۸

Tirmizi,Al Sunan,Hadith:2038

مریض کے پاس جانے سے ان کو بھی وہ مرض لگ جائے اور وہ یہ سمجھے کہ اس مریض کے پاس جانے سے یہ مرض مجھے لگا ہے، حالانکہ مرض کا لگنا اللہ تعالی کے حکم کی بنا پر ہے۔ نہ کہ اس کے پاس بیٹھنے کی بنا پر۔1

متعدی امراض سے احتیاط توکل کے خلاف نہیں:

تاریخ میں ہے کہ حضرت عمرؓ ملک شام جارہے تھے کہ راستہ میں معلوم ہوا کہ وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے۔ عمرؓ نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین سے مشورہ کرنے کے بعد وہاں جانے کا پروگرام ملتوی کر دیا۔ ابو عبیدہؓ نے اعتراض کیا کہ امیر المومنین! آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ ہاں ہم اللہ کی ایک تقدیر سے دوسری تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ یعنی اگر طاعون کا پھیلنا اللہ کی تقدیر ہے تو اس سے بھاگنا اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنا بھی اللہ کی تقدیر میں سے ہے۔2 علاج کرنا اور کروانا اللہ تعالیٰ پر توکل کے منافی نہیں ہے، علامہ ابن قیم نے علاج کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کی ہے:۔

وفیها علی من انکر التداوی وقال ان کان الشفاء قد قدر فالتداوی لا یفید وان لم یکن قد قدر فکذلک-3

"اور اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو علاج کا انکار کرتے ہیں، اور کہا کہ اگر شفاء تقدیر میں لکھی ہوئی ہے تو پھر علاج کا فائدہ نہ ہوگا اور اگر شفاء مقدر میں نہیں تو بھی علاج کا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہے۔"

حاصل کلام یہ ہے کہ علاج کروانا شرعا جائز ہے اور آپ ﷺ نے خود بھی علاج کروایا ہے اور علاج کروانے کا حکم بھی دیا ہے، علاج کروانا تقدیر کے خلاف اور منافی نہیں ہے۔ لیکن یہ یقین ہونا چاہیے کہ دوائی لینا تو سنت ہے لیکن شفاء محض اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے، بعض دفعہ دو مریض ایک ہی مرض میں مبتلا ہوتے ہیں اور ایک ہی طرح کی دوا استعمال کرنے سے ایک آدمی کو شفاء ملتی ہے اور دوسرے کے لئے وہی دوا بعض دفعہ موت کا سبب بن جاتی ہے۔ اس

---

1 ابن حجر، فتح الباری، ۱۰/۱۶۱

Ibn e hajar,Fath ul Bari,10/161

2 ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات (نفیس اکیڈمی کراچی س ن)، ۲/۸۵۔

Ibn e saad,Muhammad bin saad,Al Tabqaat,(Nafees Akadmi,Karachi),2/85

3 منصور بن محمد المقرن، المجموع القیم من کلام ابن القیم (دار طیبہ للنشر والتوزیع، ۱۴۲۶ھ)، ۱/۳۲۶

Mansoor bin Muhammad al muqirn,Al majmoo ul Qiyam min kalam ibn e Qiyam(dar Taibah lil nashar wa tozi,1426H),1/326

لئے ایک ایمان والے کا یہ ایمان اور یقین ہونا چاہیے کہ بیماری میں دوا بھی لے لو، تو بھی شفاء اللہ تعالیٰ کے حکم اور ارادے کی محتاج ہے۔

موجودہ حالات اور آپ ﷺ کی تعلیمات:

آپ ﷺ کا عام معمول یہ تھا کہ جب بھی کوئی مصیبت اور پریشانی آتی، آندھی طوفان کی شکل میں ہو یا آفات و بلیلات کی شکل میں آپ ﷺ مسجد کی طرف جاتے اور مسجد میں حضرات صحابہؓ کو جمع کرتے، نماز اور دعا کی تلقین فرماتے۔ حضرات صحابہؓ کی زندگی میں بھی یہ چیز بہت اہمیت کے ساتھ ملتی ہے:

قال اتيت انسا فقلت يا أبا حمزة،هل كان يصيبكم مثل هذا على عهد رسول الله ﷺ قال :معاذ الله ان كانت الريح لتشتد فنبادر المسجد مخافة القيامة-1

اس لیے آج جب کہ پوری دنیا میں کرونا وائرس کی دہشت ہے مسلمانوں کو نماز اور دعا کا خاص اہتمام کرنا چاہیے حدیث میں آتا ہے کہ اس موقع پر جن خاص دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے ان میں چند یہ ہیں:

(1)بسم الله الذى لا يضره مع اسمه شئى فى الارض و لافى السماء وهو السميع العليم-2

"اس اللہ کے نام سے جس نے کے ساتھ زمین و آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔"

حضرت عثمان کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح میں یا شام میں تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لے تو اس دن کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔

(2)اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق-3

"میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کیا ہے۔"

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں جو شخص شام ہونے پر تین مرتبہ یہ کلمات کہہ لے اس رات اسے کوئی زہریلی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔

---

1 سجستانی، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب صلاۃ الاستسقاء، باب الصلاۃ عند الظلمۃ ونحوھا، حدیث:۱۱۹۶
Sajistani,suleman bin ashass,Al sunan, Hadith:1196

2 ترمذی، السنن، کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی الدعا اذا اصبح واذا امسی، حدیث:۳۳۸۸
Tirmizi,Al Sunan,Hadith:3388

3 مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الذکر والدعا والتوبۃ والاستغفار، باب فی التعوذ من سوء القضاء ودرک الشقاء وغیرہ، حدیث:۶۸۷۹
Muslim,Al jamiah Al sahi,Hadith:6879

(3)اللهم انی اعوذبک من البرص و الجنون والجذام و سئی الاسقام-1

"اے اللہ ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں برص سے جذام سے جنون سے اور بیماریوں سے۔"

حضرت انس فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اس دعا کا معمول تھا۔ سنن ابی داؤد کی روایت ہے:

ان ابن عباس قال لمؤذنه فی یوم مطیر اذا قلت :اشهد أن محمد رسول الله فلا تقل :حی علی الصلاة قل : صلوا فی بیوتکم فکأن الناس استنکروا ذلک فقال :قد فعل ذا من هو خیر منی ان الجمعة عزمة و انی کرهت أن اخبرکم فتمشون فی الطین و المطر-2

اسی طرح ایک روایت میں ہے:

شهد النبی ﷺ زمن الحدیبیة و اصابهم مطر فی یوم جمعة لم یبتل اسفل نعالهم فامرهم النبی ﷺ أن یصلوا فی رحالهم-3

نتائج بحث:

اس مقالہ میں امراض کے متعدی ہونے اور نہ ہونے کے متعلق متعارض روایات کو زیرِ بحث لایا گیا۔ اولاً ان روایات کو پیش کیا گیا جن میں امراض کے متعدی نہ ہونے کا ذکر ہے اور پھر ان روایات کو ذکر کیا گیا جن میں امراض کے متعدی ہونے کا بظاہر پتہ چلتاہے۔ آخر میں دونوں طرح کی روایات کے درمیان تطبیق دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ ذیل میں نتائجِ تحقیق پیش کیے جاتے ہیں:

- آپ ﷺ کی سیرت اور زندگی سے بیماری کے تعدیہ کے بارے میں دونوں طرح کی روایات ملتی ہیں، جس طرح کے پہلے ذکر ہو چکا۔
- ان روایات میں کوئی حقیقی اختلاف نہیں ہے۔ ان روایات میں بہتر صورت اور جمہور کی رائے تطبیق ہی کی ہے جس کو اختیار کرنا چاہیے۔

---

1 سجستانی، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب تفریع ابواب الوتر، باب فی الاستعاذۃ، حدیث:۱۵۵۴

Sajistani,Suleman bin ashass,Al sunan,Hadith:1554

2 ن۔م ، تفرح ابواب الجمعۃ، باب التخلف علی الجماعۃ فی اللیلۃ الباردۃ، حدیث :۱۰۶۶

Ibid:Hadith:1066

3 ن۔م، تفرح ابواب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی یوم المطیر، حدیث:۱۰۵۹

Ibid:Hadith:1059

- ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں اللہ تعالیٰ پر پورا پورا اعتماد ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بناء کائنات کا ایک پتہ اور ریت کا ایک ذرہ تک حرکت نہیں کر سکتا۔
- البتہ بیماری کے وقت احتیاط کرنا بھی آپ ﷺ کے بہت سارے فرامین سے ثابت ہے، اس لئے بیماریوں اور وباؤں سے حفاظت کے لیے روزانہ کم از کم پانچ مرتبہ وضو کرنا، سونے سے قبل ضروریات سے فراغت حاصل کرنا، جنسی عمل کے بعد لازماً غسل کرنا، بالوں اور ناخنوں کی تراش خراش کرنا، منہ، ناک اور کان کی صفائی کرنا، صاف ستھرا لباس پہننا، کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا، یہ سب وہ چیزیں ہیں جو ہزاروں سال سے ہمارے دین کا لازمی حصہ ہیں۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بھی ان چیزوں کا حکم دیا گیا تھا۔
- دور جدید کے ہائی جین کے اصول بھی انہیں باتوں کی تلقین کرتے ہیں۔ ان چیزوں پر عمل کرنا توکل کے منافی بھی نہیں ہے۔

مصادر و مراجع

۱۔ القرآن الکریم

Al Quran Al karim

۲۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن، دار احیاء الکتب العربیہ س ن

Ibn e majah,Muhammad bin yazeed ,Al sunaan, dar ikhya ul turass al arbiah.

۳۔ ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات، نفیس اکیڈمی کراچی س ن

Ibn e saad,Muhammad bin saad,Al Tabqaat, Nafees Akadmi,Karachi

۴۔ ابن خزیمہ ، محمد بن اسحاق ، الصحیح، المکتب الاسلامی، بیروت، س ن

Ibn e khuzaima,Muhammad bin ishaq, al maktab ul islmi

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ

Ahmed bin Hanbal,Al musnand, musast ul risala,beruit,1421H

۶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، بیروت، ۱۴۲۲ھ

Bukhari,Muhammad bin ismail,al jamiah al sahi, dar tooq ul nijah,beruit,1422H

۷۔ بریلوی، احمد رضا، فتاوی رضویہ، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور، اپریل ۲۰۰۶ء

Barelvi,Ahmed raza, Fatawa Rizvia, Raza Foundation,jamia nizamia rizvia anroon lohari darwaza,LahoreApril,2006M

۸۔ تبریزی، محمد بن عبد اللہ خطیب، مشکوۃ المصابیح، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۸۵ء

Tabreezi,Muhammad bin Abdullah khatib,miskhkaat ul masabikh,(al maktab al islami,beruit,1985H.

۹۔ سجستانی، سلیمان بن اشعث، السنن، دار ھجر مصر، ۱۴۱۹ھ

Sujistani,suleman bin ashas,Al sunan,(dar hijar,misar,1419H.

۱۰۔ سہارنپوری، خلیل أحمد، بذل المجهود، مركز الشيخ أبي الحسن الندوي للبحوث والدراسات الإسلامية، الهند، ۱۴۲۷ ھ

Saharan puri,Khalil ahmed,Bazl ul majhood, markaz al shaikh abi hasan al nadvi lil bahoos wa dirasaat al islmia,al Hind,1427H

۱۱۔ شیبانی، احمد بن حنبل، المسند، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت س ن

Shaibani,Ahmed bin hanbal,Al musnid, muasst ul risalah,beruit

۱۲۔ عثمانی، محمد شفیع، معارف القرآن، مکتبہ دار العلوم کراچی، س ن

Usmani,Muhammad shafi,maarif ul quran, maktaba dar ul aloom,Karachi.

۱۳۔ عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری، المطبعۃ السلفیہ، س ن

As qalani,ibn e hajar,ahmad bin ali,Fath ul bari, al matbaht ul salfiah.

۱۴۔ عسقلانی، فتح الباري شرح صحيح البخاري، دار المعرفہ، بیروت، ۱۳۷۹ء

As qalani,Fath ul Bari sharah Sahi ul bukhari, dar ul marfah,beruit,1379

۱۵۔ عینی، بدر الدین، محمود بن أحمد، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، دار إحياء التراث العربي۔ بیروت س ن

Eani,Badr ul din, mahmood bin ahmed,Umdat ul Qari sharah Sahi ul bukhari, dar ikhya ul turass al arbi,beriut.

۱۶۔ قاہری، زین الدین محمد، التیسیر بشرح الجامع الصغیر، مکتبۃ الامام الشافعی، ریاض، ۱۴۰۸ھ

Qahari,zain ul din Muhammad,al teseer ba sharah al jamia al Saghir, maktabat ul imam al shafi,1408H

۱۷۔ قشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، س ن

Qusheri,muslim bin hajjaj,al jamih al sahi ,dar ikhya ul turass al arbi,beruit,lubnan

۱۸۔ منصور بن محمد المقرن، المجموع القیم من کلام ابن القیم، دار طیبہ للنشر والتوزیع، ۱۴۲۶ھ

Mansoor bin Muhammad al muqirn,Al majmoo ul Qiyam min kalam ibn e Qiyam, dar Taibah lil nashar wa tozi,1426H

۱۹۔ نووی، یحیی بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم، مؤسسۃ قرطبہ، ۱۴۱۴ھ

Novi,yakhya bin sharaf,Al minhaj sharah Sahi muslim, mussat qurtabah,1414H)